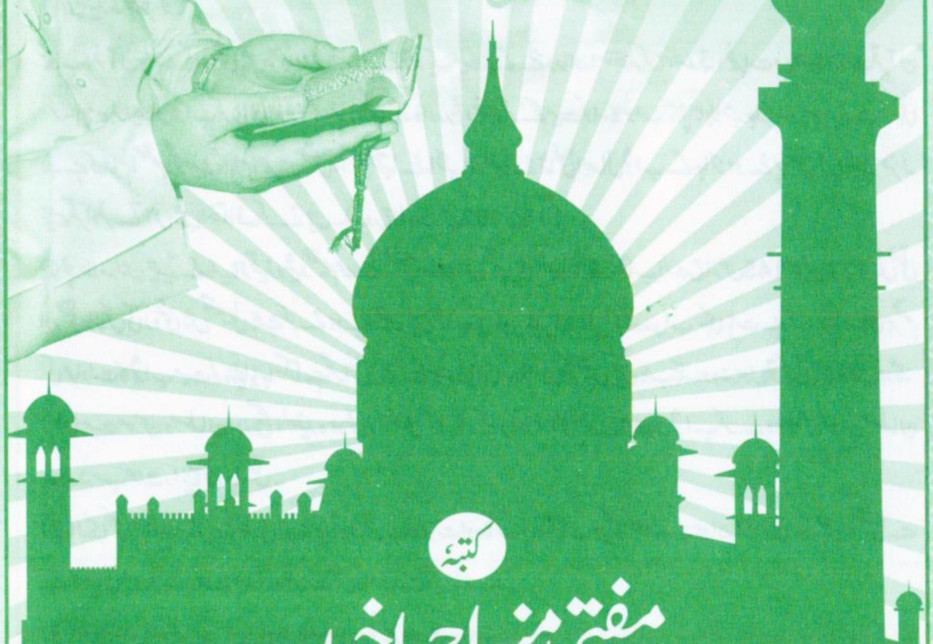
اہم فتویٰ

ایصال ثواب
کی شرعی حیثیت



کتبہ

مفتی منیر احمد اخون

رئیس دارالافتاء ختم نبوت

کونی آئی لینڈ۔ نیویارک

Tel: 0017184684982

muftimuneer@yahoo.com www.kitabummuneer.com

ایصال ثواب کی شرعی حیثیت

سوال: السلام علیکم جناب مفتی صاحب۔ ایک اہم مسئلہ میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت تھی۔ دراصل ہمارے ہاں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ایصال ثواب کچھ نہیں ہوتا۔ وہ کہتے ہیں کہ آدمی خود سے جو عمل کرتا جاتا ہے وہی اسکے لئے نافع ہوتا ہے۔ اس بات کو قرآن کی آیت سے ثابت کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ایصال ثواب ہو تو لوگوں میں کافی جرأت پیدا ہو جائے گی۔ وہ ایصال ثواب کے بھروسے پر خود عمل سے محروم رہیں گے۔ اور اس طرح اسلام کی اہم روح، کہ ہمیشہ ایمان و عمل کے اعتبار سے تیار رہنا چاہئے کہ نجانے کب فرشتہ اجل آ جائے، ختم ہو جائے گی۔ اور لوگ یہ سوچیں گے کہ کوئی بات نہیں ہم میں اگر کمی رہ بھی گئی تو ہمارے بعد ہمارے یہ احباب ہمارے لئے ایصال ثواب کر کے ہمیں بچالیں گے۔ ایک طرف تو یہ اور دوسری طرف ہم لوگ پاکستان میں اسکا بہت اہتمام کرتے تھے کہ مرنے والے شخص کے لئے تیسرے، دسویں اور چالیسویں کے موقع پر زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کرتے تھے۔ برائے مہربانی فرما کر رہنمائی کر دیں۔

(از جنید۔ شکاگو)

جواب: قرآن و سنت کی روشنی میں جمہور اہل اسلام کے نزدیک میت کے لئے دعا اور استغفار کرنا، صدقہ وخیرات دینا، بلا اُجرت قرآن کریم پڑھ کر ایصال ثواب کرنا اسی طرح نفلی نماز، نفلی روزہ اور حج وغیرہ کر کے میت کو اسکا ثواب پہنچانا بلاشبہ جائز اور مشروع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اکثر فقہائے مالکیہ اور فقہائے شافعیؒ ایصال ثواب کے جائز ہونے پر متفق ہیں البتہ معتزلہ جیسے گمراہ فرقے اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ (روح المعانی ص102 ج15)

چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ کے مایہ ناز تلمیذ رشید عظیم محدث و محقق حافظ ابن قیمؒ اپنی مشہور تالیف کتاب الروح از ص145 تا ص177 میں نقلی اور عقلی دلائل کی روشنی میں تفصیلی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حق اور اقرب الی الصواب یہی بات ہے کہ بدنی اور مالی ہر قسم کی عبادات کا ثواب میت کو پہنچایا جا سکتا ہے مگر اس کے لئے چند بنیادی اور اصولی شرطیں ہیں جب تک وہ نہ ہوں تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا:

(1) میت مومن و مسلمان اور صحیح العقیدہ ہو خواہ کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو اسی طرح ایصالِ ثواب کرنے والا بھی مومن مسلمان ہو ورنہ سب محنت رائیگاں جائیگی۔

(2) ایسی کسی عبادت میں ریاکاری اور نام ونمود، شہرت وعزت اور ناک کی حفاظت ہرگز مطلوب نہ ہو اور نہ لوگوں کے طعن وتشنیع سے بچنے کا خیال ہی دِل میں ہو نیز صدقہ وخیرات من واذیٰ سے بھی پاک ہو۔

(3) جو مال صدقہ وخیرات میں دیا جائے وہ حلال پاکیزہ اور طیب ہو۔

(4) جس مال میں سے صدقہ وخیرات دی جائے اس میں کوئی وارث غائب اور نابالغ بچہ نہ ہو ورنہ اس میں سے صدقہ کرنا بلاشبہ حرام اور موجب عذاب ہے۔

(5) جو قرآن کریم، ذکر واذکار، تسبیح ودرود اور نفلی نماز روزہ وغیرہ میت کے لئے پڑھ کر بخشا جائے وہ بغیر معاوضہ اور اجرت کے ہو۔

(6) ایصال ثواب کے لئے پکا ہوا کھانا صرف فقراء ومساکین کو ہی دیا جائے۔

(7) جن عبادات کے لئے شریعت اسلام نے دنوں اور کیفیتوں کو متعین نہیں کیا ان میں ایام کو ثواب سمجھ کر مقرر ومتعین نہ کیا جائے۔

(کتاب الروح از ابن قیم ص177-145 بحوالہ راہِ سنت ص249/260)

ایصال ثواب کا مطلب:

ایصال ثواب کا لغوی معنی ہے ثواب پہنچانا اور اصطلاح میں ایصال ثواب کہتے ہیں کسی کی قولی یا عملی یا مالی عبادات کا نفع بصورت ثواب کسی دوسرے کو پہنچایا جائے، اسکی کئی صورتیں ہیں اور سب قرآن واحادیث سے ثابت اور منقول ہیں۔(i) ایصال ثواب بصورت دعا،(ii) ایصال ثواب بصورت استغفار،(iii) ایصال ثواب بصورت صدقہ وخیرات،(iv) ایصال ثواب بصورت نماز روزہ،(v) ایصال ثواب بصورت تلاوتِ قرآن کریم،(vi) ایصال ثواب بصورت حج،(vii) ایصال ثواب بصورت قربانی۔

1-ایصال ثواب بصورت دعا

اہلسنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایک شخص کی دعا کا نفع دوسرے کو یقیناً پہنچتا ہے اور یہی ایصال ثواب کی حقیقت ہے۔ ورنہ منکرین ایصال ثواب سب سے پہلے دعا کی افادیت اور نفع کا انکار کریں کیونکہ دعا بھی تو دوسرے کی سعی وعمل ہے جسکا نفع کسی اور کو پہنچ رہا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اور کہہ اے میرے رب! ان پر رحم کر جیسا کہ پالا انہوں نے مجھے بچپن میں۔(سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 24)

فائدہ: اس آیت میں اولاد کی دعائے رحمت کا نفع والدین کو انکی زندگی میں بھی پہنچے گا اور وفات کے بعد بھی ورنہ لازم آئے گا کہ قرآن نے ایک بے فائدہ کام کا حکم دیا ہے جس کا کوئی نفع کسی کو نہیں بس اسی نفع پہنچنے کا نام ایصال ثواب ہے۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام کی دعائے مغفرت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: اے میرے رب! معاف کر مجھے اور میرے ماں باپ کو اور جو آئے میرے گھر میں ایماندار ہو کر اور سب ایمان والے مردوں اور عورتوں کو O اور نہ ظالموں کو بڑھا مگر بربادی میں O (سورہ نوح آیت نمبر 28)

فائدہ: اس آیت کریمہ میں اولاد کی اپنے والدین کے حق میں دعا کے ساتھ ساتھ عام مومنین اور مومنات کے حق میں بھی دعائے مغفرت کی صراحت ہے۔ معلوم ہوا کہ عام اہل ایمان کے حق میں بھی کسی دوسرے مومن کی دعا کا نفع پہنچتا ہے بس یہی ایصال ثواب ہے۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائے مغفرت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا اور اے میرے رب! قبول کر میری دعا کو O اے ہمارے رب! بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو اس دن جس دن کہ حساب قائم ہو O (سورہ ابراہیم آیت نمبر 41-40)

فائدہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے والد کے لئے دعا سے منع کر دیا کیونکہ وہ کافر مشرک تھا اس کو نبی کی بھی دعا کا کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا لیکن عام مومنین کے حق میں دعا سے منع نہیں کیا گیا اس کا مطلب ہے کہ دعا کا نفع اہل ایمان کو بلاشبہ پہنچتا ہے بس یہی ایصال ثواب ہے۔

☆ کاملین کی برکت سے انکی اولادوں کے ساتھ فضل کا معاملہ کرنے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور انکی پیروی کی انکی اولاد نے ایمان کے ساتھ، پہنچا دیا ہم نے ان تک انکی اولاد کو اور کمی نہیں کی ہم نے ان کے عمل میں کچھ بھی ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہوا ہے"۔(سورہ طور آیت نمبر 21)

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ عدل کا معاملہ تو یہ ہے کہ اچھے برے عمل کی جزا و سزا اتنی ہی دے جتنا عمل ہو لیکن فضل یہ ہے کہ بندے

کے عمل کی اوقات سے کہیں زیادہ رب کریم عطا کردے چنانچہ اس آیت کریمہ میں اللہ نے اپنے خاص صالح بندوں کے عمل کی وجہ سے انکی اولادوں کے ساتھ فضل وکرم کا معاملہ کیا، بس یہی ایصال ثواب کی حقیقت ہے کہ کسی کے عمل کا نفع دوسرے کو پہنچ رہا ہے۔

☆بعد والوں کی دعا کا نفع سب پہلوؤں کو پہنچنے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور واسطے ان لوگوں کے جو آئے ان کے بعد کہتے ہوئے: اے ہمارے رب! بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے داخل ہوئے ایمان میں اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں کینہ ایمان والوں کے بارے میں۔ اے ہمارے رب! تو ہی ہے نرمی والا مہربان''۔ (سورہ حشر آیت نمبر 10)

فائدہ: اس آیت کریمہ میں بعد والے اہل ایمان کی دعا کا نفع سب پہلوں کو پہنچ رہا ہے اور یہی فائدہ پہنچانا ایصال ثواب کہلاتا ہے۔

☆ایک حدیث میں آتا ہے:

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندوں کے درجے بلند کر دے گا تو بندہ عرض کرے گا: پروردگار! میرے درجے میں یہ بلندی کیوں کی گئی ہے؟ ارشاد ہوگا: تیرے بیٹے نے تیرے لئے دعائے مغفرت کی تھی اسی لئے تیرا درجہ بلند کر دیا گیاO (طبرانی شریف)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد کی دعا کا نفع والدین کو پہنچتا ہے اور یہی ایصال ثواب ہے کہ عمل اولاد کا ہے اور نفع والدین کو پہنچ رہا ہے۔

☆ایک دوسری روایت میں ہے:

ترجمہ: ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قبر کے اندر مردے کی کیفیت ایسی ہوتی ہے جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، وہ ماں باپ اور متعلقین کی دعا کا منتظر رہتا ہے، جب کوئی دعا کرتا ہے اور وہ پہنچتی ہے تو یہ دعا اس کے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتی ہے چنانچہ ان زمین والوں کی دعا قبر والوں کے حق میں پہاڑ جیسے اجر وثواب کے برابر ہوجاتی ہے اور مردوں کے لئے زندوں کا ہدیہ یہی دعائے مغفرت ہے۔ (سنن بیہقی ص)(مسند دیلمی ص)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ اور عام مومن مسلمانوں کی دعا سے مردوں کو کس قدر نفع پہنچتا ہے اور وہ کس قدر منتظر اور بیقرار ہوتے ہیں کہ کب کوئی ان کو دعائے مغفرت کا نذرانہ پیش کرے بس اسی کا نام ایصال ثواب ہے اور درحقیقت ایصال ثواب ہوتا ہی ہے دعا کے ذریعہ۔ اس لئے کہ بندہ کہتا ہے اے اللہ! میرے فلاں عمل کا ثواب فلاں میت کو پہنچا دے خواہ دعا زبان سے ہو یا قلب سے ہر حال میں اللہ سمیع و علیم ہے۔

☆مشہور مفسرِ قرآن علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

ترجمہ:'' دعا اور صدقہ کا میت کو پہنچنا متفق علیہ اور شارع علیہ السلام کی طرف سے منصوص اور ثابت ہے۔ صحیح مسلم کی روایت جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ موت کے بعد بھی انسان کے تین عمل منقطع نہیں ہوتے۔ ایک فرزند صالح جو اسکے لئے دعا گو ہو۔ دوسرے وہ صدقہ جس کا نفع اس کے بعد بھی جاری رہے۔ اور تیسرے وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے تو تینوں امور درحقیقت اسی کی سعی وعمل ہیں''۔ (تفسیر ابن کثیر ص404 ج3)

2-ایصال ثواب بصورت استغفار

کبھی ایصال ثواب استغفار کی شکل میں ہوتا ہے کہ ایک شخص دوسرے کے لئے استغفار وبخشش مانگتا ہے جیسا کہ خود قرآن کریم میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: قریب ہے کہ پھٹ پڑیں آسمان اوپر سے اور فرشتے تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی حمد وثنا کے ساتھ اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے O خبردار بس اللہ ہی ہے خوب بخشنے والا مہربان O (سورہ شوریٰ آیت نمبر 5)

فائدہ: اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ آسمان کے فرشتے زمین والوں کے لئے اپنے رب سے بخشش مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کے گناہ بخش دیتے ہیں۔ تو دیکھئے آسمان والوں کی کوشش سے زمین والوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے، بس یہی تو ایصال ثواب ہے۔

☆ چنانچہ یہی استغفار اگر کافر مشرک اور منافقین کے لئے ہو تو ہرگز مقبول نہیں کیونکہ کفار و مشرکین استغفار کے نفع سے یکسر محروم رہتے ہیں جیسا کہ

اارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: آپ ان (منافقین) کے لئے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں۔ اگر آپ ان کے لئے ستر بار بخشش مانگیں تو بھی ہرگز اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے اور اللہ راستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو"

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفار و منافقین کو نبیؐ کے استغفار کا بھی نفع نہیں پہنچتا اور وہ اس کے فائدے سے محروم رہتے ہیں۔

☆ خود نماز جنازہ بھی ایصال ثواب ہی تو ہے کہ عمل ہے نمازیوں کا اور نفع پہنچ رہا ہے میت کو چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جس کے جنازے میں چالیس مسلمان شریک ہوں اسکی بخشش کر دی جاتی ہے۔ اسی لئے ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ ہر نیک و بد پر نماز جنازہ پڑھو۔ تا کہ اسکی بخشش ہو سکے جبکہ نماز جنازہ درحقیقت دعا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: جب میت پر نماز جنازہ پڑھو تو خلوص کے ساتھ اس کے لئے دعا کرو O (ابن ماجہ صفحہ 70)

چونکہ نماز جنازہ کے اس عمل کا نفع منافق مشرک کو نہیں پہنچتا اس لئے ان کے حق میں نماز جنازہ پڑھنے سے بھی اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی ابن سلول کے لئے نماز جنازہ پڑھی اور خود بنفس نفیس تدفین کے لئے تشریف لے گئے تو ارشاد ہوا:

ترجمہ: اور آپؐ کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں ان میں سے کسی پر جب وہ مر جائے اور نہ کھڑے ہوں اسکی قبر پر O اس لئے انہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اور وہ مر گئے فاسق ہونے کی حالت میں O" (سورہ توبہ آیت نمبر 84)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ:

ترجمہ: "حضرت عثمان بن عفانؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مردہ کے دفن سے فارغ ہوتے تو فرماتے اپنے بھائی کے لئے بخشش مانگو اور اس کی ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال ہو رہا ہے۔"

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ زندوں کے استغفار سے مردوں کو نفع پہنچ رہا ہے جبکہ استغفار سعی و کوشش تو ہے زندوں کی مگر نفع ہو رہا ہے مردوں کو اور اس میں اولاد کی بھی کوئی قید نہیں بلکہ عام اہل ایمان کے استغفار سے دوسروں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ بس یہی ایصال ثواب ہے نیز یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ میت سے سوال جواب اسی قبر کے گڑھے میں ہو رہا ہے۔ جس کے پاس ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا و استغفار کا حکم فرما رہے ہیں۔

ایک اور صحیح حدیث میں آتا ہے:

ترجمہ: "فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر مٹی ڈال کر میری قبر کے پاس اتنا

وقت ٹھہرے رہنا کہ جس میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکتا ہوتا کہ میں تمہاری وجہ سے مانوس ہو کر سوچ سکوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں۔" (صحیح مسلم ص76 ج1)

فائدہ: اس حدیث کی شرح میں امام نوویؒ فرماتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ قبر میں سوال جواب بھی ہے۔ عذاب وثواب بھی۔ نیز دفن کے بعد قبر پر کچھ دیر ٹھہرنا مستحب ہے کیونکہ مردہ اس وقت اپنی قبر کے اردگرد کی باتیں سنتا ہے اس لئے فقیہہ کبیر علامہ قاضی خان لکھتے ہیں کہ

ترجمہ:۔ "اگر کسی شخص نے قبروں کے پاس اس نیت سے قرآن کریم پڑھا کہ اس کے قرآن پڑھنے کی آواز سے مردے مانوس ہوں تو بلاشبہ وہ پڑھے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ سے قرآن سنتا ہے۔ یعنی قرآن کو کہیں سے بھی پڑھا جائے اس کا ثواب مردے کو پہنچ جاتا ہے ہاں البتہ اہل قبور کو مانوس کرنا ہو تو وہ قریب پڑھنے سے سنتے ہیں۔" (فتاویٰ قاضی خان ص791 ج5 'فتاویٰ عالمگیری ص377 ج4)

دیکھئے قبر پر موجود اہل ایمان کے عمل سے قبر کے اندر مردے کو انس وقربت کا نفع پہنچ رہا ہے یہی تو ایصال ثواب ہے کہ ایک کے عمل کا نفع دوسرے کو پہنچ جائے۔

چنانچہ زیارت قبور کے وقت دعا مسنون ہے

ترجمہ:۔ "سلام ہو تم پر اے قبرستان والے مومنو اور مسلمانو اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے ضرور ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔" (صحیح مسلم ص314 ج1)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ تابعین عظامؒ اور ہر زمانے اور ہر علاقے کے مسلمان زیارت قبور کے وقت میت کو سلام اور دعائے عافیت کرتے آرہے ہیں اور اس ایصال ثواب پر آج تک کسی نے انکار نہیں کیا کہ دعا خود زندہ کا سعی و عمل ہے اور نفع مردوں کو پہنچ رہا ہے۔ بہرکیف اس کے علاوہ متعدد احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص کی دعا واستغفار دوسرے کے حق میں اور زندوں کی مردوں کے حق میں ایصال ثواب کا ذریعہ بنتی ہے۔

3-ایصال ثواب بصورت صدقہ وخیرات

صدقہ وخیرات اور مالی عبادات کے ذریعہ ایصال ثواب کرنا اہل سنت والجماعت کے ہاں بالاتفاق جائز اور درست ہے اور اس میں سوائے گمراہ فرقہ معتزلہ کے کسی کا کوئی اختلاف نہیں چنانچہ اس کے متعلق متعدد صحیح روایات منقول ہیں۔ نیز قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔ "ہم جو زندہ کرتے ہیں مردوں کو اور لکھتے ہیں جو آگے بھیج چکے اور جو نشان ان کے پیچھے رہے اور ہر چیز گن لی ہم نے ایک کھلی کتاب میں۔" (سورہ یٰسین آیت 12)

یعنی نیک وبداعمال جو آگے بھیج چکے اور بعض اعمال کے اچھے یا برے اثرات جو پیچھے چھوڑے مثلاً کتاب تصنیف کی یا علم سکھلایا یا مسجد و مدرسہ کی عمارت بنوائی یا کوئی رسم ڈالی اچھی یا بری۔ وہ سب اس میں داخل ہے۔

حدیث میں آتا ہے:

ترجمہ:۔ "حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل منقطع نہیں ہوتے ایک نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔ دوسرا صدقہ جاریہ' تیسرا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو۔" (صحیح مسلم ص41 ج2)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

ترجمہ:۔ "حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ مومن کو اس کی موت کے بعد

اس کے اعمال اور نیکیوں سے ملتے ہیں ایک وہ علم جو خود سیکھا اور آگے اس کی اشاعت کی۔ یا نیک بیٹا چھوڑ گیا۔ یا قرآن کریم کا نسخہ وراثت میں چھوڑا یا مسجد تعمیر کی یا مسافر خانہ بنایا یا نہر کھدوائی یا وہ صدقہ جو اپنے مال سے تندرستی اور زندگی میں نکالا ان کا ثواب موت کے بعد بھی اس کو پہنچتا ہے۔" (سنن ابن ماجہ ص22)

نیز حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے رسم ڈالی اسلام میں اچھی اس کا اجر اس کو ملے گا اور جو لوگ بعد میں اس پر عمل کریں گے ان کا بھی اجر اس کو ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے اسلام میں کوئی بری رسم جاری کی اس کو اس کا گناہ ہوگا اور جتنے لوگ اس کے بعد اس بری رسم پر عمل کریں گے ان کا بھی اس کو گناہ ہوگا اور ان کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (صحیح مسلم ص341ج2)

فائدہ: ان احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ صدقات جاریہ کا اجر و ثواب مرنے کے بعد بھی میت کو بلاشبہ پہنچتا رہتا ہے جیسا کہ بری رسم اور گناہ جاریہ کا وبال اس کی گردن پر رہتا ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے:

ترجمہ:۔ "حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس کی والدہ اچانک فوت ہوگئی اور اس نے کوئی وصیت نہ کی اور میرا گمان ہے اگر وہ بات کرتی تو ضرور کچھ صدقہ خیرات کرتی۔ اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں (پہنچے گا)" (صحیح بخاری ص386ج1، صحیح مسلم ص324ج1)

فائدہ: دیکھئے صدقہ خیرات کا عمل ایک کا ہے اور اس کی سعی و کوشش ہے جبکہ اجر دوسرے شخص کو پہنچ رہا ہے یہی تو ایصال ثواب ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

ترجمہ:۔ "حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ فوت ہوگئیں اور وہ موجود نہیں تھے پس وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میری والدہ فوت ہوگئیں اور میں غائب تھا۔ اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اس کا فائدہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! سعدؓ نے کہا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مخراف ان کی طرف سے صدقہ ہے۔" (صحیح بخاری ص387، ج1، ابوداؤد ص299، ج2)

جبکہ نسائی شریف کے الفاظ ہیں کہ انہوں نے والدہ کی طرف سے کنواں کھدوایا۔ (نسائی شریف ص115ج2)

فائدہ: یہ روایت بھی ایصال ثواب کے جواز پر صریح دلیل ہے کہ بیٹے کا صدقہ مرحوم ماں کے حق میں نافع ہو رہا ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے:

ترجمہ:۔ "حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا بے شک میرے والد فوت ہوگئے اور مال چھوڑا ہے اور کوئی وصیت نہیں فرمائی اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو کفایت کرے گا؟ فرمایا ہاں!" (صحیح مسلم ص41ج2)

فائدہ: اس حدیث میں بھی ایک کا عمل دوسرے کو نفع دے رہا ہے۔ بس یہی ایصال ثواب ہے۔

4- ایصال ثواب بصورت تلاوت قرآن

جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک خالص بدنی عبادات مثلاً تلاوت قرآن کریم، نفلی نماز و روزہ وغیرہ کے ذریعہ ایصال ثواب بلاشبہ جائز اور درست ہے چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہؒ امام احمد ابن حنبلؒ اکثر فقہائے مالکیہ اور فقہائے شافعیہؒ ان بدنی عبادات کے ایصال ثواب کے قائل ہیں کہ اگر کوئی قرآن کریم پڑھ کر اس کا ثواب کسی مرحوم کو بخش دے یا نفلی نماز روزہ کا اجر میت کو بخش دے تو وہ بلاشبہ اس کو پہنچتا ہے اور اس کا ایصال کرنا بالکل درست ہے۔ باقی یہ کہنا کہ قرآن کریم میں ہے۔ ان لیس للانسان الا ما سعی۔

ترجمہ:۔ ''کہ انسان کو صرف اپنی سعی اور عمل ہی کا نفع ہوگا۔'' (سورہ نجم آیت نمبر 39)

کی آیت ایصال ثواب کے قطعاً خلاف ہے تو پھر ذکر کردہ ان آیات و احادیث اور آثار صحابہؓ کا آپ کیا جواب دیں گے جو ایصال ثواب کے بارے بالکل صحیح بھی ہیں اور صریح بھی کیونکہ یہ آیت تو پھر دعا و استغفار اور صدقات و خیرات کے ایصال کے بھی قطعی خلاف ہے حالانکہ دعا و استغفار اور صدقات و خیرات کے آپ بھی قائل ہیں کہ جس میں ایک کے عمل کا نفع دوسرے کو پہنچ رہا ہے۔ عزیز محترم! بات دراصل یہ ہے کہ نادان لوگ اس آیت سے خود بھی مغالطہ کھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی مغالطے میں مبتلا کرتے ہیں جبکہ اس آیت کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ مثلاً آپ کسی جگہ ملازم ہیں یا کالج میں پڑھاتے ہیں تو اس کی تنخواہ کے حقدار آپ ہی ہیں۔ وہ آپ ہی کی ملکیت ہے مگر جب آپ خود وہ تنخواہ لے کر کسی محتاج کو صدقہ یا کسی دوست کو ہدیہ دیدیں تو اب وہ مالک بن جائے گا۔ حالانکہ محنت و کوشش مہینہ بھر آپ نے کی چنانچہ آپ ہی تنخواہ کے مستحق ٹھہرے مگر آپ نے خود اپنی مرضی سے کسی دوسرے کو دیدیا تو کوئی رعی عقلی ''عادی ممانعت نہیں بالکل اسی طرح آپ کی قولی یا بدنی یا مالی عبادات کی محنت و سعی پر اجر و ثواب کے آپ ہی مستحق ہیں۔ آپ ہی کو ملے گا لیکن آپ نے یہ ثواب آگے کسی مرحوم میت کو صدقہ یا ہدیہ کر دیا تو اس میں کونسا شرعی عقلی اور عادی مضائقہ ہے چنانچہ آپ دعا کرتے ہیں یا اللہ اس تلاوت کلام پاک یا نفلی عبادت کا ثواب فلاں کو پہنچا دے تو وہ اس کو مل جائے گا۔ پھر آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: ''دعا عبادات کا مغز ہے۔'' (ترمذی شریف)

تو جب مغز پہنچنے کے آپ قائل ہیں تو چھلکے بھی ساتھ ہی چلے جاتے ہیں۔ اصل مغز پہنچنے کے آپ قائل ہیں۔ خوامخواہ لوازمات پر جھگڑا کیوں؟ دراصل زندہ کے کام کا ثواب تو زندہ ہی کو ملتا ہے البتہ مردہ کو ایصال ثواب ہوتا ہی دعا کے ذریعہ سے ہے کہ اے اللہ! اس تلاوت کا مثلاً ثواب فلاں کو پہنچا دے وہ پہنچ جاتا چنانچہ قرآن کریم کے ایصال ثواب کے بارے میں حضرت علیؓ کی مرفوع حدیث ہے:

ترجمہ:۔ ''حضرت علیؓ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو اسے بھی مردوں کی تعداد کے برابر ثواب دیا جائیگا۔'' (تفسیر مظہری ص 323 ج 12)

ایک اور حدیث میں ہے:

ترجمہ:۔ ''حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو قبرستان میں داخل ہو کر سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص اور سورہ تکاثر پڑھے پھر کہے۔''

اے اللہ! میں نے جو تلاوت کی ہے اس کا ثواب اس قبرستان کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش تو وہ سب مردے کل قیامت میں اس کی شفاعت کریں گے۔ (تفسیر مظہری ص 324 ج 12)

ایک حدیث میں آیا ہے:

ترجمہ:۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''جو شخص قبرستان میں داخل ہو کر سورہ یٰسین تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ مردوں سے عذاب ہلکا کر دے گا اور اس پڑھنے والے کو مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گی۔'' (تفسیر مظہری ص324' ج12)

عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے:

ترجمہ:۔''حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کو روک مت رکھو جلدی سے قبر تک پہنچاؤ اور قبر کے سرہانے سورہ بقرہ کا ابتدائیہ یعنی پہلا رکوع اور پاؤں کی طرف سورہ بقرہ کا اختتامیہ یعنی آخری رکوع پڑھا جائے۔''

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عمر پر موقوف ہے لیکن بعض محدثین فرماتے ہیں کہ یہ موقوف بھی مثل مرفوع کے ہے کیونکہ امت کا تعامل بھی آج تک اسی پر چلا آ رہا ہے کہ تدفین کے بعد سرہانے کی جانب پہلا رکوع اور پاؤں کی جانب آخری رکوع تلاوت کیا جاتا ہے۔

امام شعبیؒ سے روایت ہے:

ترجمہ:۔''امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ انصار کے ہاں جب کوئی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر جا کر اس کے لئے قرآن پڑھتے تھے۔'' (الجامع لخلال)

طبرانی کی صحیح حدیث میں ہے:

ترجمہ:۔''حضرت لجلاج ابو خالدؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔''

''اے میرے بیٹے! جب میں مرجاؤں تو میرے لئے بغلی قبر بنانا۔ جب تم مجھے لحد میں رکھو تو بسم اللہ و علی ملة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کہنا پھر مجھ پر مٹی برابر برابر کرنا پھر سر کے پاس سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات اور اس کی آخری آیات تلاوت کرنا۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پڑھتے سنا ہے۔'' (مجمع الزوائد ص44 ج3)

طبرانی کبیر نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے یعنی یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: ان تمام تر روایات سے ثابت ہوا کہ اگر کسی میت کے ایصال ثواب کے لئے مذکورہ اصولی شرائط کے مطابق قرآن خوانی کی جائے تو وہ بلاشبہ جائز اور مشروع ہے اور اس پر اعتراض درحقیقت احادیث رسولؐ آثار صحابہؓ اقوال سلف صالحین جمہور فقہائے اسلام اور تعامل امت سے انکار اور تصادم ہے۔ نیز غیر سبیل المومنین کا مصداق ہو کر سخت وعید کا مستحق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ تلاوت قرآن کے ذریعہ ایصال ثواب کے مشروع اور درست ہونے کے سلسلے میں اس قدر روایات موجود ہیں کہ ان کا انکار مشکل ہے۔

مخالفین سے سوالات

(1) ان تمام تر تفصیلات کے باوجود اگر کسی کو انکار ہے تو وہ زیادہ نہیں صرف اور صرف ایک صحیح حدیث نہ سہی تو ضعیف ہی بتلا دے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاوت قرآن کے ذریعہ ایصال ثواب کو بدعت کہا ہو (2) یا وہ تمام فقہائے اسلام صحابہؓ و تابعینؒ اور آئمہ مجتہدین جو ایصال ثواب کے قائل ہیں کیا خدانخواستہ بدعت کرتے رہے اور اتنی سی بات نہ سمجھ پائے کہ ایک کا عمل دوسرے کو نفع نہیں دے سکتا؟ (3) یا کسی صحابیؓ کا قول دکھلائیں جس نے مذکورہ اصولی شرائط کے باوجود قرآن خوانی کو روح اسلام کے خلاف ایک رسم قرار دیا ہو؟

5-ایصال ثواب بصورت حج

بدنی عبادات میں سے حج وعمرہ کے ذریعہ ایصال ثواب پر تمام آئمہ اربعۂ امام اعظم ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ کا اتفاق اور اجماع ہے اس لئے کہ حج بیک وقت بدنی عبادت بھی ہے اور مالی بھی۔ دوسروں کی طرف سے حج کی ادائیگی اور حج کے ذریعہ ایصال ثواب پر بھی متعدد احادیث مروی ہیں۔

چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہے:

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ''قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمکی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی اور وہ منت پوری کرنے سے پہلے فوت ہوگئی۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تم اس کی طرف سے حج کرو! تیرا کیا خیال ہے اگر تیری والدہ کے ذمہ قرض ہوتا اور تم ادا کرتی تو ادا ہوجاتا اسی طرح اللہ کا قرض ادا کرو پس وہ بطریقہ اولیٰ ادا ہوجائے گا۔'' (صحیح بخاری ص250 ج1)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

ترجمہ:۔''ایک صاحب نے اپنے ایک عزیز شبرمہ کی طرف سے حج کا احرام باندھا اور تلبیہ پڑھا لبیک عن شبرمہ جبکہ ان صاحب نے خود اپنا حج نہیں کیا ہوا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلے خود اپنا حج فرض ادا کرلو پھر شبرمہ کی طرف سے حج (نفل) انجام دینا۔'' (ابوداؤد ص25)

فائدہ: مذکورہ دونوں صحیح صریح روایات ایصال ثواب پر کھلی دلالت کرتی ہیں کہ کسی دوسرے کی طرف سے نفلی بدنی اور مالی عبادت کرنا بلاشبہ جائز اور مشروع ہے۔

6-ایصال ثواب بصورت صوم وصلوٰۃ

بدنی عبادات میں سے نماز روزہ کے ذریعہ ایصال ثواب کو بھی فقہائے اسلام نے جائز اور مشروع قرار دیا ہے اگرچہ فقہا نے دوسری بدنی عبادات کو تلاوت قرآن کریم پر قیاس کرتے ہوئے ایصال ثواب کو جائز کہا ہے بلکہ عظیم محقق شیخ زادہؒ ایصال ثواب کے مسئلے کو نہ صرف نصوص شرعیہ سے بلکہ قیاس شرعی سے بھی ثابت فرماتے ہیں اور ایصال ثواب کرنیوالے کو اس شخص کی طرف سے وکیل کا درجہ دیتے ہیں جس کے لئے ایصال ثواب کیا جائے چنانچہ اس وکیل کا قول وعمل درحقیقت موکل ہی کا قول وعمل کہلاتا ہے نیز عبداللہ بن عمروؓ کی روایت سے بھی پتا چلتا ہے کہ روزہ وغیرہ بدنی عبادت کا ایصال ثواب بلاشبہ جائز ہے۔

ترجمہ:۔''حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی۔ انکے بیٹے ہشام نے باپ کی طرف سے پچپن اونٹ ذبح کئے۔ عمروؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا ان کا کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: اگر تیرا باپ توحید کا اقرار کرتا اور تو روزہ رکھ کر یا صدقہ دے کر کے ثواب پہنچاتا تو اس کو اس سے فائدہ ہوتا۔'' (مسند احمد)

فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ اگر کوئی روزہ رکھ کر ایصال ثواب کرے تو یقیناً پہنچتا ہے اور میت کو فائدہ ہوتا ہے بشرطیکہ میت مومن مسلمان ہو جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن العاصؓ سے فرمایا کہ اگر تیرا باپ توحید کا اقرار کرتا اور تو روزہ رکھ کر اس کو ثواب پہنچاتا تو بلاشبہ اس کو اس سے فائدہ ہوتا۔ اب اس سے زیادہ واضح دلیل بدنی عبادات

کے ایصال ثواب کی آپ کو اور کیا چاہئے؟ باقی تعصب وانکار یا کھلی جہالت کا علاج عقل وشریعت اور حق وانصاف کی دنیا میں عنقا اور دشوار ہے۔ ایسے شخص کے لئے صرف دعا ہی کی جا سکتی ہے۔ نیز روزہ کی طرح نماز بھی تو بدنی عبادت ہے تو جب ایک بدنی عبادت کے ایصال ثواب پر مہر نبوت ثبت ہے تو دوسری بدنی عبادت یعنی نفلی نماز کے ایصال ثواب کے بدعت ہونے پر آپ کے ہاتھ آخر کونسی دلیل لگ گئی؟ جو خیر القرون کے سلف صالحین بھی دریافت نہ کر سکے! کیا خدانا خواستہ وہ تمام مقبولان الٰہی، اولیائے کاملین اور علمائے ربانیین حتیٰ کہ صحابہ مقربین بدعت پر مبنی فتوے جاری کرتے رہے؟ دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اسلاف سے بدگمانی اور اسلاف پر بدزبانی سے محفوظ رکھے اور منعم علیہم کی راہ مستقیم نصیب ہو! آمین۔

7-ایصال ثواب بصورت قربانی

مالی عبادات میں سے ایک عبادت قربانی کی ہے جو عید الاضحیٰ کے موقع پر انجام دی جاتی ہے اس کے بارے میں تمام اہل سنت والجماعت کے فقہاء ومحدثین متفق ہیں کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر کسی دوسرے کی جانب سے قربانی بھی کی جا سکتی ہے اور مرحوم میت کو اس کا ثواب بھی بخشنا بلاشبہ جائز اور مشروع ہے چنانچہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد بھی تم میری طرف سے قربانی کرتے رہنا اسی لئے امام ابوداؤد نے اپنی کتاب میں باب کا عنوان ہی ''باب الاضحیہ عن المیت'' یعنی میت کی طرف سے قربانی کرنا کہہ کر باندھا ہے اور روایت لائے ہیں۔

ترجمہ:۔ حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ہر سال دو دنبے قربانی کیا کرتے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے تو آپؓ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کرتا رہوں۔ (ابوداؤد ص385 ج2) (ترمذی ص71)

ترجمہ:۔ ''نیز جابرؓ کی روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دنبے ذبح فرمائے اور کہا کہ ایک میری طرف سے ہے اور دوسرا میری تمام امت کی طرف سے'' (ابوداؤد جلد۲ ص۴۰)

فائدہ: سوچنے کی بات ہے کیا سرکار دوعالم شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے ایصال ثواب کی ضرورت واحتیاج تھی یا امت کو عملی تعلیم دینا مطلوب تھا کہ ایک مسلمان کی طرف سے دوسرے مرحوم مسلمان کے لئے قربانی کی شکل میں ایصال ثواب بلاشک وشبہ جائز ہے۔ ظاہر ہے ثانی الذکر صورت متعین ہے کہ جواز اور مشروعیت پر عملی سند نبوت جاری کرنا مقصود تھا تا کہ کسی شکی مزاج کو کسی طرح بھی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور عید الاضحیٰ ایسے عظیم الشان موقع پر مسلمان اپنے مرحوم بہن بھائیوں اور محسنوں کو بھلا نہ بیٹھیں اور وہ مرحومین قربانی کے ایک ایک بال یا اون کے ایک ایک ریشے کے بدلے میں ڈھیروں نیکیوں سے محروم نہ رہ جائیں اور جب امت کے عاشقان مصطفیٰ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے قربانی کر کے اظہار عشق ووفا کرتے رہیں گے تو کل روز قیامت ان کی یہ سچی محبت خود انہیں شفاعت نبوت اور جام کوثر سے فیضیاب کردے گی۔ حق تعالیٰ شانہ دین کی سمجھ وحکمت اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت سے ہر مسلمان کے قلب ودماغ کو منور کردے۔ آمین و صلی اللہ علی خیر خلقه محمد وآله وا صحابه وسلم

دار الافتاء
جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

الجواب صحیح
۲۱ صفر ۱۴۳۲ھ

رئیس دارالافتاء مدرسہ عیدگاہ
خلیق احمد اخون
بہاول نگر پاکستان

الجواب صحیح
۲۱/۲/۳۲ھ
26-1-11

الجواب صحیح

الجواب صحیح
عبداللہ

پیشکش

(مفتی) خلیق احمد اخون عفی عنہ

رئیس دارالافتاء جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر پنجاب (پاکستان)

+92-63-2274343, +92-301-8248924

muftikhalique@bab-us-salam.com